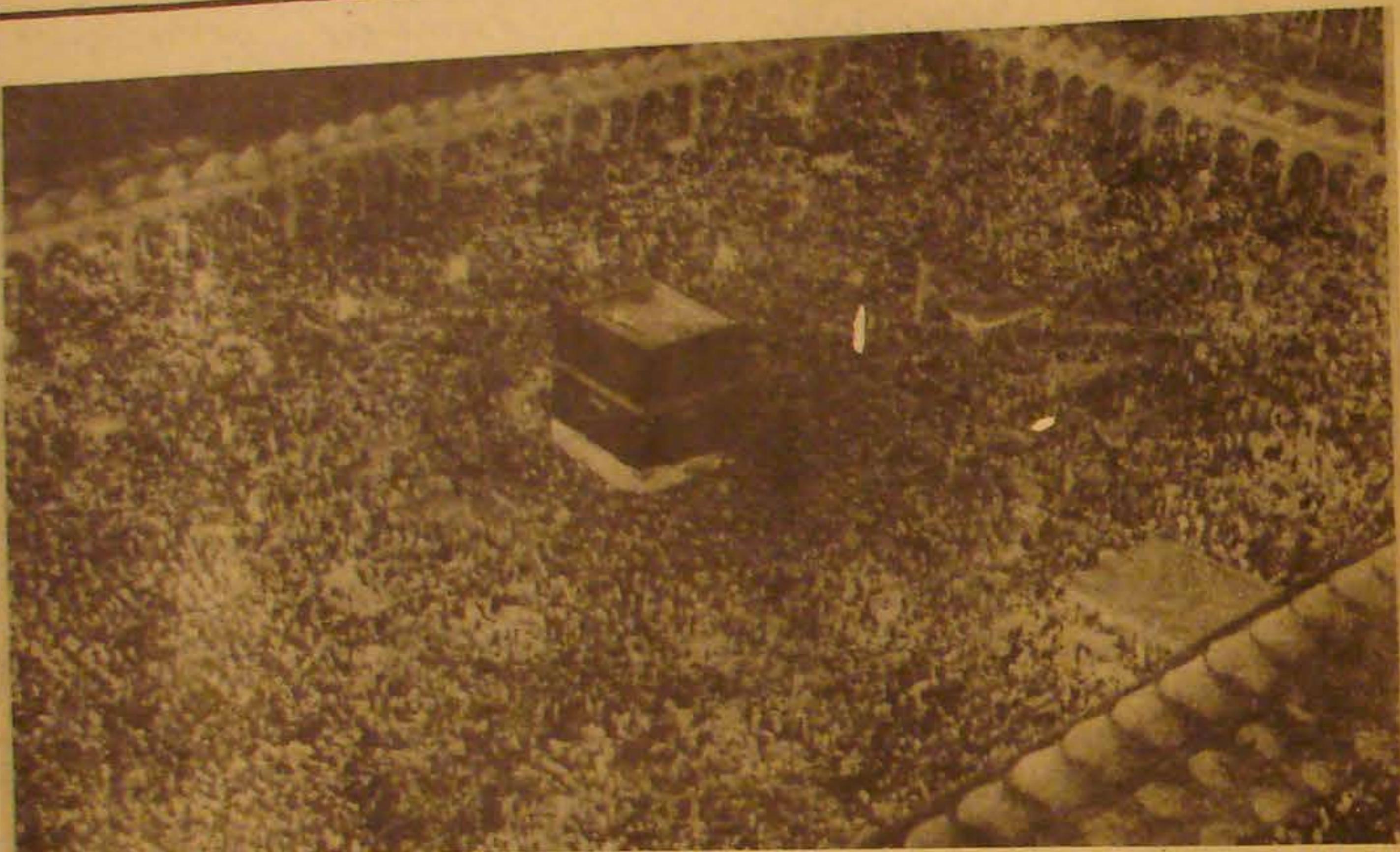


# تَمَرِيرِ حَيَاةٍ

پندت و روزہ

وَمَنْ أَخْلَمُ مِنْ مَنْ نَعَمَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرْ فِيهَا إِسْمُهُ وَسَعْيًا فِي خَرَابِهَا



## مسرت انگریز خبر!

پرچہ طباعت کے لئے روانہ ہی کیا جائے والا تھا کہ کویت ریڈ یونیورسٹی کے حوالے سے یہ مسرت انگریز خبر نشر کی کہ حرم شریف کو دشمنوں کے ناپاک وجود سے پاک کرالیا گیا ہے، والحمد للہ علی ذلک۔ ساری دنیا کے اہل ایمان کے لئے یہ خبر نہایت مسرت انگریز ہے، اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔ ہم پاسبانِ حرم اور سعودی حکومت کو جس نے چند روز کی جدوجہد کے بعد حرم محترم کو ناپاک دشمنوں کے وجود سے پاک کرنے میں کامیاب حاصل کی مبارکباد پیش کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مقامات مقدسے اور تمام مسلمانوں عالم کی حفاظت فرمائے۔ (آمين)

Regd No. LW/NP 56

# TAMEER-E-HAYAT

Extrnighat

NADWATUL-ULAMA LUCKNOW-226007 (INDIA)

Phone: 22948  
2013

SABER

## تَمَرِيرِ حَيَاةٍ

کی

## اشاعتِ خاص

ادارہ "تمیر حیات" نے ہولانا سید محمد الحسنی کی نفات کے بعد تمیر حیات کی "محمد الحسنی نمبر" کا اعلان کیا تھا اس کی تیاریاں بھی شروع ہو چکی تھیں لیکن تھاں اپنی کراس کے بعد اپنے تمیر حیات خود نو نفات پائے، ان کے بعد ہولانا عبدالسلام قدری نوری کا حادثہ تھاں نہ رہا اور کارکنان تمیر حیات کے لئے اپنے اندرہ ناک تھا، ان خادمات کی وجہ سے خاص بنسروجی ہوتا چلایا۔

ادارہ "قارین" کرام اور اپنے علماء حضرات سے اس پر منسوب تاخیر پر مذکور تغیرات ہے، اور ان یمنوں مرحومین کے علم و فضل اور ان کی دینی و علمی خدمات کو محفوظ کرنے اور انکی یادوں تازہ رکھنے کے لئے،

- مولانا عبد الرحمن السلاحدار قادری عین دری
- مولانا سید محمد الحسنی
- مولانا اسحاق جلیس متعددی

پر خصوصی اشاعت کا نیصد کیا ہے، اسیں انشاہ اشراں یمنوں حضرات کے علم و فضل، کمالات، خصوصیات، خدمات اور ان کی سیرت و شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنہ روائے والے مظاہر شامل ہوئے گے۔ اب یہ اشاعت تکمیل کے مرحلے کر رہی ہے، ایکٹھا حضرات مظلوم پر تقداد سے جلد مطلع فرمائیں۔

(1 دارجہ)

نالصہن گھٹے اور  
میوہ جات سے بھرپور

بَسَّيْ مِينْ

میہماں اور حلیوات  
عُنْدَنَقَ وَلَدِيدَنَ  
سُلْطَانِ افْلَاطُونَ  
اسے حملہ علاء خصوصی پیش کئے

درائی فرُوت بُرنی

لیکن کیک \* قلائقز \* ملائی \* بُرنی \* کوکو ملائی بُرنی  
هر قسم کے تازہ و خستہ

بُنکٹ

نَانْ خَطَائِیْانْ

غربیدہ کا مقابلہ اسقاط مزکر

سُلْطَانِ سُخْنَهَانْ مُسْهَمَانِ وَالِ

میٹتا رہ سجدہ کے پیچے بیٹھی ہوئی 320059

بیکاری۔ ۳۲۔ حسین علی روڈ بیسٹے۔

ہبترن چلے کا فابل اعتماد مرکز

عباس علاء الدین ایں طہم پسی

نمبر ۱۱۷۸، حاجی ملکہ بیک ایسی وی ٹوئی دہوڑو

تل بازار بسیج نہر



TELEGRAM:

CUP. HATTLY

PHONE NO. 332220

کپ بر انڈہ	اپشنل سکچر
کولدن ڈسٹ	اپشنل سکری
فلوروبی اوپی	بول سکچر



## یہدیلہمان ندوی — شاعر کی حیثیت سے

قسطنطیل

نہ لکھ سی بھی ہے۔ حالانکہ اس لفظ کو انہوں نے  
محض "مختن کا پر دھ" بنایا ہے۔ جیسا کہ سید  
صاحب خود ہی لکھتے ہیں :-

سخن پر کیت اور گیفت دونوں جمیعت سے  
خوبیت رکھتا ہے۔ اسی لئے ارمغان سینماں  
کے مرتبہ نے یہ معاہب کے کلام کو دوسرا دور  
میں تقسیم کیا ہے۔ دوسرا دل میں ۱۹۳۷ء سے  
۱۹۴۲ء تک کلام شامل ہے اور دوسرا دور  
کلام اپریل ۱۹۴۲ء سے دسمبر ۱۹۴۷ء تک  
مشتمل ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ معاہب  
کے زندگ سخن اور ذوق کے تحریر کی ارتقا کو  
پڑوئے تو پر کچھ کے لئے اس کو تین ادووار  
میں منقسم کرنا پڑتا ہے۔

پہلا دورِ شیخ سخن کا زمانہ :  
پہلا دورِ زمانہ میں علمی کمیشن سخن  
پر مشتمل ہے اس دور کو ان کا تربیتی دور بھا  
جا سکتا ہے جب بید صاحب لکھنی نگ تخل  
کے دلدادہ اور امیر بیانی کے مرادِ الغیب کے  
پر مستار تھے۔ اسی کی کامیاب نقائی اور اتباع  
و اقلیمیں ساری طبائعی صرف کرتے چنانچہ  
ان کے ابتدائی عہد کا کلام بھی اسی نگ آئند  
کا مکمل نور ہے۔ زبان دیوان کی سلسلت  
و صفائی کے ساتھ اشواہیں نزرا کت اور لوچ  
ملتا ہے۔ علاوہ ازیں لکھنوری دیستان سخن کا  
طفراء ایمانی یعنی غارجیت کا سیدان اور ریسی  
شوہی اور رعنائی خال کی تحریفات اس پر  
ستزاد بختیں۔ اس عہد کی غزلوں کے چند  
اشعار ملاحظہ فرمائیں ہے

دست نازک سے اٹھاتے ہیں وہ میت پر  
بحمدہ نے کے تھکانے لکی محنت ہری  
چین سے پیشے دے کی ہنسی ہم دنوں کو  
بچ کر یہ شرمی ہری، بچ کو یہ دشت ہری  
چاہے تم آج نہ ہو ہری دن کے قابل  
پر نہیں ماد بھی آسے کی العت ہری  
بچل کی طرح قبر پر آئے پڑے کئے  
اب تک ہمارے دل کو وہ تحریک جاتے ہیں  
پہلے تو ہم تھے تصور میں پار پار  
اب کیوں شب وصال وہ سر کے جھتریں

ادھر گلچین خپٹے اور اُدھر متاب بے نکھلی  
خدا ھافتھے فی طبلت کے اب آشنا نے کا  
اڑا لیتھ ہو دل تم عاشقون کا بابا توں با توں جسیں  
نیا انداز یہ سیکھا پے تم نے دل اُڑانے کا

سید صاحب کی شاعری کا درست راقم

نہ لکھ سی بھی ہے۔ حالانکہ اس لفظ کو انہوں نے  
محض "مختن کا پر دھ" بنایا ہے۔ جیسا کہ سید  
صاحب خود ہی لکھتے ہیں :-

میں اپنیم کیا ہے۔ دوسرے ادل میں ملکہ اور عزیزے  
شہزادے تک کلام شامل ہے اور دوسرا نظر  
کلام اپریل ۱۹۳۷ء سے دسمبر ۱۹۴۰ء تک  
مشتمل ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعد معاشر  
کے رنگ سخن اور ذوق کے تدریجی ارتقا کو  
پھر سے پھر پر بخوبی کے لئے اس کو تمیں اور  
میں منحصر کرنا چاہئے۔

پہلا دورِ شیخ سخن کا زمانہ :  
پہلا دورِ زمانہ میں علمی کمیشن سخن  
پر مشتمل ہے اس دور کو ان کا تربیتی دور بھا  
جا سکتا ہے جب بید صاحب لکھنی نگ تخل  
کے دلدادہ اور امیر بیانی کے مرادِ الغیب کے  
پر مستار تھے۔ اسی کی کامیاب نقائی اور اتباع  
و اقلیمیں ساری طبائعی صرف کرتے چنانچہ  
ان کے ابتدائی عہد کا کلام بھی اسی نگ آئند  
کا مکمل نور ہے۔ زبان دیوان کی سلسلت  
و صفائی کے ساتھ اشواہیں نزرا کت اور لوچ  
ملتا ہے۔ علاوہ ازیں لکھنوری دیستان سخن کا  
طفراء ایمانی یعنی غارجیت کا سیدان اور ریسی  
شوہی اور رعنائی خال کی تحریفات اس پر  
ستزاد بختیں۔ اس عہد کی غزلوں کے چند  
اشعار ملاحظہ فرمائیں ہے

دست نازک سے اٹھاتے ہیں وہ میت پر  
بحمدہ نے کے تھکانے لکی محنت ہری  
چین سے پیشے دے کی ہنسی ہم دنوں کو  
بچ کر یہ شرمی ہری، بچ کو یہ دشت ہری  
چاہے تم آج نہ ہو ہری دن کے قابل  
پر نہیں ماد بھی آسے کی العت ہری  
بچل کی طرح قبر پر آئے پڑے کئے  
اب تک ہمارے دل کو وہ تحریک جاتے ہیں  
پہلے تو ہم تھے تصور میں پار پار  
اب کیوں شب وصال وہ سر کے جھتری

ادھر گلچین خپٹے اور اُدھر متاب بے نکھلی  
خدا ھافتھے فی طبلت کے اب آشنا نے کا  
اڑا لیتھ ہو دل تم عاشقون کا بابا توں با توں جسیں  
نیا انداز یہ سیکھا پے تم نے دل اُڑانے کا

سید صاحب کی شاعری کا درست راقم

خاہا حصہ محفوظ نہ رہ سکا ہو۔ اس گل ان کو  
تقریت یوں بھی ملتی ہے کہ اس مجموعہ میں ایک  
غزل بھی ایسی نہیں ملتی جس میں کہیں تخلص بھی  
آیا ہو۔ ایسا قیاس ہوتا ہے کہ جس قلمی بیاض  
سے یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے اس کے علاوہ بھی  
کوئی اور بیاض سید صاحب کے پاس رہی ہوگی  
جو مرد رزمانہ سے محدود ہو گئی۔ پا سید صاحب  
بی نے بعد میں ایسے کلام کو جو غالباً لکھنؤی زبان  
تخلیل کا آئندہ دار تھا، ثقاہت و متنات کے  
منافی خیال کر کے تلف کر دیا ہو۔ بہر حال سید  
صاحب کا جتنا کچھ بھی کلام فوق شناسان اور  
کے سامنے ہے وہ ان کے ذوق شری اور مرتبہ  
سخنوری کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہے۔

جس طرح سید صاحب کے  
ار مقان سیماں : علمی تحقیقی متعلقہ کتاب  
کے سامنے ان کی شاعرانہ چیخت کم مون کر رہ  
گئی، اسی طرح ایک عرصہ دراز تک انکے شعری  
جو اہر دیزے بھی پرده لگنا میں مستور ہے  
عبدالا جد دریابادی نے ۱۹۵۴ء میں مجلہ  
حوارت کے سیماں نمبر میں سید صاحب کی  
شاعری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا تھا:  
”سید صاحب“ کی شاعری پر تبصرہ کے  
لئے ایک مستقل مقالہ درکار ہے اور بہر حال  
تو پھر بعد کی ہے، پہلے کوئی شاگرد ذرا تلاش  
و تقصیص سے کام لے کر ان کا سارا کلام یکجا  
 تو کر لے۔“

مقام مرتب ہے کہ اس تحریر کے  
ھٹیک دس سال کے بعد سید صاحب کا ایک  
ستر شد غلام محمد نے جو لائی سنتہ میں  
کراچی سے ارمنان سیدان کے نام سے ان  
کام جسمی کام دے کر ٹھانے کیا۔

## حہ ص. کے تخلص کی بحث:

پیدھا جب کی شاعری کے  
محفلت ادوار :

## مختلث ادوار :

سید صاحبؒ کے پیش نظر مجموعہ کلام میں  
قرم تین اشعار سنہ ۱۹۶۰ء کے ہیں اور بخوبی  
اسعارات سنہ ۱۹۶۴ء کے اس طرح ان کی شاعری کی  
مدت تقریباً صرف صدی پر بھیط ہے۔ اس  
طور پر عرصہ یہ ان کی شاعری کا سوتا دوسرے  
ہم عصر باقاعدہ شعراء مسلمانی دنیا  
اصغر، اور جگہ کی طرح بلا انقطاع مدود مسلسل  
چاری نہیں رہا بلکہ درمیان درمیان میں اس  
کی خشکی کے دفعے بھی آتے رہے جوہاں تک  
کہ ایک زمانے میں شرگوئی سے طبیعت بالکل  
ہٹ گئی، حقی صرف مولانا تھانویؒ کے حلقوں ارشاد  
میں داخل ہونے کے بعد سے ان کی حدت تک  
کے درمیانی سو اسالہ زمانے میں سید صاحب  
کے جذبات اور روزانہ تقلیلی میں چوہوش اور  
ابال پیدا ہوا۔ اس کے نتیجے میں ایک دافر سرمایہ  
شاعری وجود میں آگئا۔ جو باقی عمر کے ذریعہ  
ہے کہ،  
”صد۔ کہ رفقا رکا کہنا ہے کہ وہ رمزی  
کے تخلص سے غزلیں کہا کرتے تھے،“  
راقم سلطور کے خیال میں سید سلیمان ندوی  
کا کوئی تخلص نہیں تھا۔ عبدالمadjed صاحب کا ”رمزی“  
تخلص قرار دینا غلط نہیں پرسنی ہے اور اس کی  
بیانیہ ہے کہ سید صاحب اپنا بعض کلام معاف  
میں شائع کرتے تو اس کے پیچے واوین میں  
”رمزی“ لکھا کرتے تھے۔ شلائزنڈم ”ستا عحقی“  
کی بازار جہاں میں ارزانی، ” المعارف فردی  
۱۸۷۴ء) اور ”درس مآدات“ (معارف  
اگست ۱۸۷۴ء) کے آخر میں بائیں جانب ”رمزی“  
لکھا ملتا ہے۔ اسی طرح اکتوبر سنہ ۱۹۶۴ء کے معارف  
میں ”رمزیات“ کے عنوان سے کچھ اشعار درج  
ہیں اور اس کے پیچے بھی ”رمزی“ تحریر رہے۔  
اس سے رقص کی اگر کاشاہد صاحب کا

وہی خدا کی طاقت پر ہو، دنیا والوں سے کچھ لینے کی بجائے ان کو نفع پہونچانے اور رنج کی طرف بانے کا کردار ادا کریں، ہمارے مسائل بہت، یہ اور بڑے پھریدہ ہیں، یہ جس سائل اسلام کی بدایات پر عمل کر کے اور اپنے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ زندگی پناک ہی ہم حل کر سکتے ہیں۔ ।

علی مبارک عثمانی

## تعمیر حیات کے لئے

صدیوں کی حکایات خموشی میں ہناں ہیں  
آن سو مرے بیگانہ الفاظ و بیان میں  
مشق ستم ناز کا عنوان بدلت دو  
ہم اہل قلم صاحب شمشیر و سنان ہیں

## تعمیر حیات کے لئے

صدیوں کی حکایاتِ خموشی میں ہناں ہیں  
آنسو مرے بیگانہ الفاظ و بیان ہیں  
مشق ستم ناز کا عنوان بدل دو  
ہم اہل قلم صاحب شیر و سنان ہیں

م

بریز میں غم میں آنکھوں کے بھی پیما  
کچھ سوز درد پایا، کچھ حسن جنوں پایا  
ہے ہیں کہ پھر کوئی افسانہ غم کہے  
دیوانہ مستی ہوں، فرزادِ مستی ہوں  
ساقی کی نظر کیا ہے؟ میخانہ مستی ہے  
میری شب تہائی خود روٹھ کی مجھ سے  
خود ان کی نگاہوں کو مامل سخن پا کر  
ہاتھوں میں مبارک ہے دامانِ کرم ان کا  
غم کیا مجھے ایسے میں دنیا جونہ پہچانے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی مکمل مکرمه کیلئے رو انگلی  
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مظلہ العالی ۲۰ ذی الحجه کو مکمل مکرمه کے لئے رو  
ہو گئے۔ وہ رابط عالم اسلامی کے زیر انتظام ہونے والی وزارت اوقاف کی دوسری کانفرنس جو یکم محرم  
ہجری ہی ہے شرکت کریں گے۔ اس کا پہلا جلسہ سال گذشتہ ہوا تھا، مولانا کے ہمراہ مولانا محمد حبیب  
مرحوم کے ٹریس ہساجر احمد مولانا عبد اللہ احسانی الندوی ہیں۔ حضرت مولانا وہاں سے قطر تشریف  
لیجا یں گے جہاں نئی صدی بھری کی آمد پر ہونے والی سیرت کانفرنس میں شرکت فرمائیں گے۔  
امید ہے کہ ہمراہ مکمل مکرمه اسی ماہ کی آخری تاریخوں تک مولانا یے محترم  
ہندستان واپس تشریف لے آئیں گے۔

کے لئے نکل آیا کرتے ہیں شاید اب وقت آگیا ہے کہ اسلام اور بیت اللہ الحرام کا دشمن  
اپنے ناپاک ارادوں کے ساتھ صفحہ استی سے نا بود ہو جائے اور اپنی خوست کے باعث اس  
طرح ہلاک ہو کر کسی دل میں اس کے لئے درد اور کسی آنکھ میں ایک آنسو تک نہ ہو۔ اور وہ  
خوابیکت علیہم السلام العصاء الارضن۔ پس آستان اور زمین ان پر نہیں رہے۔  
کام مصدقان ہو۔

کامیڈی ہو۔

دوسری طرف ہم مسلمانوں سے بھی عرض کرنا ہے کہ ہم اور آپ اس وقت جس حدادتِ الیہ سے دوچار ہیں اور ہم سب پر علم کا جو یہاڑا ٹوٹا ہے بلاشبہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے تاریخ اسلام میں اس کی تالاں تلاش نہیں کی جاسکتی ہے۔ اس لئے ہمارے غم کی کوئی انہما نہیں اور ہمارا اضطراب اور بے چینی بالکل بجا ہے، مگر ہم یہ حقیقت ایک لمحہ کے لئے بھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ ہم دنیا کی قوموں کی طرح کوئی عام قوم یا گروہ نہیں ہے بلکہ ہم خیرامت ہیں اہم اور ہمارا ہمانا قرآن اور پیردی کے لئے ۔ ۔ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسرہ حسنہ موجود ہے، جب تک قرآن اور ہمارا حب قرآن کی سیرت کا سرمایہ ہمارے پاس محفوظ ہے (اور انتشار اللہ یہ دونوں چیزوں قیامت تک محفوظ ہے اسی لیے)۔ اس وقت تک ہم غم، غصہ اور اضطراب و بیقراہی یا اسی بھی حالت کے وقت بس دی طرزِ عمل اختیار کر سکتے ہیں جس کی طرف کتاب و سنت ہماری رہنمائی کرتی ہیں، دنیا کی قومیں رنج و غم یا اپنی خوشی کے انہصار کے لئے جو طریقہ بھی اختیار کرتی ہوں ہم کو ان کی نقاہی زیب نہیں دیتی، ہم تو ہر مرحلہ پر اور نازک سے نازک گھڑی ہیں بھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی کی پیردی کرنی ہے، ہمارے رسول کی پوری زندگی حادث اور دشمنوں کی یورش میں گھری رہی ہیں دیکھنا چاہیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہر موقع پر کیا طرزِ عمل اختیار فرمایا، مگر مکرہ جو آپ کا آبائی وطن تھا جہاں آپ کی ولادت ہوئی، اسی شہر میں آپ کو خوب سے سفرزاد فرمایا گیا، اسی شہر سے آپ نے معراج کا مقدس سفر کیا اور اسی میں مقدس کعبۃ اللہ تھا، آپ کو دشمنوں کی یورش کے باعث اس مقدس شہر سے بھرت فرمائی گئی کعبۃ اللہ سے جُدائی کا صدرہ کیا الم ایکیز مدد می تھا مگر آپ نے اس صدرہ کے رد عمل کے طور پر جو طریقہ اختیار فرمایا وہ کیا تھا؟ خالق ارض و سماں سے فریاد، دعا و دنیا جات، اہل ایمان کو ایمان کے لحاظ سے پکنہ تر بنانے کی کوشش، آپ کے محظوظ چھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت جس نظریت کے ساتھ ہوئی اور ان کی ناک کا ان کی ٹھی ہوئی، نعش جبل المانگیز اور روح فرسانہ میں آپ کے سامنے آئی وہ کیا دروناک نظر پیش کئی تھی آپ نے اس خارثہ اعظمی کا مقابلہ کس سیرت و کردار کے ساتھ کیا، بس یہی چیز مسلمانوں کے سرچے کی ہے اور یہی سیرت ہے جس کی اتباع کر کے مسلمان اپنی گلگٹی بنا سکتے ہیں۔

فلسطین اور بیت المقدس پر دستنان اسلام نے ناپاک ارادوں کے ساتھ حملہ کی۔ سلطان صلاح الدین ایوب نے فوجیں آراستہ کیں اور خدا کے دشمن کو ہزاروں میل دور دھکیل دیا اور سر زمین مقدس کو ناپاک رشمتوں سے پاک کر کے سرخردی حاصل کی، ہم نے فلسطین کا استحوطاً اپنی بد نسب آنکھوں سے دیکھا لیکن ہمارے اندر صلاح الدین ایوب جیسا جذبہ ایمان نہ تھا ہم نے جنگ کی کسی سببیدہ تیاری کا طریقہ اختیار کرنے کی بجائے نعم ریز دلیشوں اور جلوسوں کا نکلنے کا طریقہ اختیار کیا، بلاشبہ ہمارے کمی سیل لمبے جلوسوں دنیا کو حرث میں ڈال دیا، لیکن اس سے ہمارا مسئلہ حل نہیں ہوا کہ، آج کعبۃ الشریف پر ائمے دائی اس جانگ از حادث کے سلسلہ میں ہمیں وہ آزمودہ طریقہ نہیں اپنانا چاہیے جو نما نما بست ہو چکا ہے بلکہ ہمیں وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ کرام رحمۃ کا طریقہ تھا اور جو صلاح الدین ایوب کا طریقہ تھا، اور وہ ہے معاملہ کی نزاکت کو محروم کرنے اور خود کو منظم اور طاقتور بنانے کا طریقہ، اگر ہم کچھ کرنا چاہئے تو کرنے کا کام صرف یہ ہے کہ ہم پڑے دل سے اپنی بد اعمالیوں سے خدا کے آنکے توبہ کر کر تمام حرام کاموں کو چھوڑ دیں اور اعلیٰ اخلاق کا طریقہ اختیار کریں، ہم زکی کسی پر ٹلمد و زکریں اور نہ کسی کا پچاپوں سی کر کے بزردی کا منظاہرہ کریں۔



آفتاب احمد خاں

پر دہ سر کا دیا جاتا ہے نے افکار جنم لئے  
ہیں اور نیا چہاں صرف دجود میں آ جاتا ہے  
سائنس کا علم کا دش و محنت کے ساتھ ساتھ کچھ  
الہام بھاگے جو قلب انسانی پر عالم غیر سے  
مرتسر ہو جاتا ہے۔

پر دہ سر کا دیا جاتا ہے نئے افکار جنم لئے  
ہیں اور نیا جہاں صریح دھو دیں آجاتا ہے  
سانس کا علم کا دش و محنت کے ساتھ ساقہ کم  
الہام بھا جے جو قلب انسانی پر عالم غیب سے  
مرتکم ہو جاتا ہے۔

سانس نے بخدا دنامور کے اپنی توجہ  
اس حقیقت پر مرکوز کی کرکوئی عناد موائی شکل

نظام شکس سے مٹا بہے یعنی صدر بج اوزیں  
کے گرد سیدھا گان گردش پذیر۔ ایم کا مرکز  
جن پر بھلی کاغذت چاربج ہوتا ہے اور  
کے دراہنالی تیز زندگی سے گھومنے جو  
ایکٹردن جن پر بھلی کا صفحی چاربج ہوتا ہے۔  
انکشاف جواکر سے بلکے عصر یعنی باعثہ وجہ  
کا ایم سمجھ رہا کہ

ہمارا متعلق زمین سے ہے جو نظامِ سماں کا  
یک چھوٹا سیارہ ہے۔ اس کوہ کی زمین پر جو تھاں  
سطح یعنی ۱۲ کروڑ مربع میل دو ہواؤں یعنی  
ایک روجن اور اکیجن کے ایک کمپیا وی مرکب  
جسی ہائیڈروجن اکسائٹ کے داخلی ہوئی ہے  
ام اصطلاح میں اسے پالی کہتے ہیں۔ سمندروں کا  
لیکھارا اور زمین کے انہ کا پالی کم و بیش  
ٹھاہے۔ ان دونوں کا تناسب  
ہزار اور ایک کا ہے، یعنی ۳۴ کروڑ مکعب  
ل پالی سمندروں کی شکل میں اور ۲۵ لاکھ  
سب میل پالی زمین کے اندر موجود ہے باد ہے  
ایک مکعب میل میں ۱۰۰۰ ارب گیلن پالی سماں ہے  
کروڑ مربع میل میں یہاں صحراء درپہار ہیں  
سب کا میط کڑھ مراہی ہے جس کا بیشتر  
ہن ناسٹروجن اور اکیجن پر مشتمل ہے۔  
الی کڑھ کی آخری حد ۲۰۰ میل کی بلندی  
ہے۔ آگے خلا ہے۔ زمین کی کشش ثقل  
ت اور ہواوں کو زمین کی سطح کے ساتھ جلتے  
ہے اور خلا میں تخلیل ہرنے سے روک  
نا ہے۔ ہائیڈروجن، ناٹرودجن اور اکیجن  
علاوہ ۸۹ عناظم اور بیس جن سے مٹی اور  
یس بھی، یہی ۱۲ عناظم جو غیر مستقل عناظم  
ایکی بھتی میں مصنوعی طور پر پیدا ہو جاتے  
ہیں کا ذکر آگے آئے کا۔ ان ۸۹ عناظم  
کچھ گیسیں ہیں کچھ دھاتیں ہیں جن سے ہم  
سرہ کے کام لیتے ہیں۔ کچھ غیر دھاتیں ہیں،  
کاربن یعنی کولن (ہیرا یعنی الماس بھی کائے  
کاربن کی خالص شکل ہے۔) فاسفورس  
لک سلیکان جس سے ریت بنی ہے۔  
یہ آرسینک (سنکھیا) دیغڑہ دیغڑہ  
تا بکار عناظمیں، وزن تناسب  
نی کے مقابہ میں سب سے بہکتا عنصر  
روجن ہے اور سب سے بھاری عنصر ازیم  
اہے جس کا وزن تناسب ۲۲۰۶ ہے۔  
کے کاربر ۱۹ ہے۔ یہ ایک دھات ہے

کم کر کے رکھ کے چڑا ہیں میں روز جسے بعنی کر گذرا آئود کو

卷之三

چاہا ہے۔ کیا آج تم اسی لئے اپنی گھری نیند بس نہیں مبتلا ہے جو اس کے لئے ہر یامِ موت ہے کہ کہ اس نے لا کر الٰہ سے بیکا نہ اور بے تعلق کر دیا۔ زبان سے تو لا الا اللہ کی صد المنشی حرفی ہے مگر ہمارا دلِ ضم خانہ بننا ہوا ہے عام طور پر بڑی سادگی کے ساتھ رہتا اس کل کو پڑھ لیا جاتا ہے مگر اس کا ادنیٰ احساس مکہ نہیں ہوتا کہ اس فیصلہ کن اقرار کا عقلی اور عملی اقتضا کیا ہے؟ اور اس کے مطالبات کیا ہیں اقبال فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ

شرک پیدا ہو گی توجید رخصت ہرگئی  
پے زری، ناطاقی، جزو طریقت ہرگئی  
اتبآل وہ پہلے شخص ہیں جس نے اپنی فلسفیات شاعری میں عقول اور دل نشیں پڑایے میں اس کلمہ  
کے جمل تقااضوں اور مطابقوں کو پیش کر کے حقیقی زندگی کی دعوت دی ہے اور دل و دماغ کو صحیح مفہوم  
میں سونن بنا نا چاہا ہے۔ اقبال کے نزدیک تعلق باشرکی حقیقت تک پہنچانا انسانیت کا کمال ہے  
اور اسی مسارع بے بہا کا حصول صحیح عقیدہ توجید پر ایمان لائے بغیر کسی طرح ممکن نہیں۔ انہوں نے  
دنیا والوں کو بتایا ہے کہ خدا شناسی ذہنی، اور اکی، کی کیفیات کا نام نہیں ہے بلکہ روحانی شاہد  
کی تحریر ہے۔ جس سے روحانی ارتقا کی تمام را، میں واضح اور منور ہو جاتی ہیں۔  
ولایت، بادشاہی علم اشیاء کی جھاتیگری یہ سب کیا ہیں اسی اک نکتہ، ایمان کی تغیری میں  
لا الہ الا اللہ کے اقرار سے ایک وجہ آفرینی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اقبال کے  
نزدیک تمام قوانین الہی کا محور یہی ایک بنیادی عقیدہ ہے اور سب کو اسی مرکز سے قوت پہنچاتی ہے  
زمانے میں سے

دی ازو، حکمت ازو، آئین ازو : در ازو، قوت ازو، تمکین ازو  
یہ کل انسان کو اس کے اعلیٰ مقام سے داقت کرتا ہے اور اس میں عزتِ نفس اور  
دداری کا جذبہ پیدا کرتا ہے اس لئے کہ اس پر اعتقاد رکھنے والا جانتا ہے کہ انسان تمام  
ملوکات میں اشرف ہے اور مخلوقات میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو اپنا خدا بنائے اور کسی کو آگئے  
لا سر نیاز جھکائے صرف خدا ہی تمام طاقتوں کا مالک ہے اس کے سوا کوئی نفع و نقصان ہونچا نے  
لا نہیں ہے۔ مرث و حیات، عزت و ذلت، سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔ فرماتے ہیں ہے  
آل کر ذاتش و اهداست و لا شرکیہ بندہ اش ہم در نماز و باشریک  
مرمن بالاے، ہر بالا ترے غیرتِ او، بر تابد، ہمسر  
لئے کر دنیا کی ہر چیز انسان کے لئے ہے اور وہ کسی کے لئے نہیں ہے  
ن تو زمیں کے لئے ہے ز آسمان کے لئے جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کے لئے  
ستایع دین و دنیا سے نعمت کا یہ ایک ہم لو بھی ہے کہ یا تو اس کی غلامی میں عمر بسر کیجاۓ  
سے اپنے قبضہ اور اختیار میں لے لیا جائے تاکہ دنیا کے انساؤں کو اس کی غلامی سے نکال کر حکومت  
یہ کا تابع بنا ریا جائے چنانچہ فرماتے ہیں ہے

عالم ہے فقط مومن جانبازگی میراث  
عیقده توحید، انسان میں بلندی کردار اور عزت نفس کا غیر فانی شعور پیدا کرتا ہے اس  
کی رو سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ بذات خود انسانوں کا حکمران بن جائے یا خدا کے سوا کسی  
ملائی کو جائز قرار دے۔ فرماتے ہیں ہے  
سروری نہ یا فقط اس ذات بہت کوئے  
حکمران ہے اک وہی با تی بتان ز آذری  
اگر انسان کی نگاہوں سے فکر و عمل کی یہ بلندی اور جعل ہو جائے تو اقبال کے زریک  
ی زندگی سے محنت اچھی ہے۔ فرماتے ہیں ہے  
ای طالر لا ہوتی اس رزق سے محنت اچھی  
جس رزق سے آتی ہے مروانہ کہتا ہے

ال اس ترقی اور آزادی کے طالب نہیں، میں جس کو حکمران عطا کریں ہے  
خریدے نہ جس کو وہ اپنے ہوئے مسلمان کر ہے ننگ وہ بادشاہی  
اسی طرح وہ اس آزادی کو آزادی نہیں سمجھتے جو ہر فرد بشر کو شر بے ہمار بناوے ہے  
اس قوم کو ہے شرمندی اندیشہ خطرناک جس قوم کے افراد ہوں ہر مند سے آزاد  
ہس اگر حقیقی ترقی اور آزادی مطلوب ہے تو دلوں میں توحید کی روح کو پیدا کر کے فتحالم  
کو جاری کرنا چاہیے جو دنیا کے موجودہ شیطانی نظام کو تہہ و بالا کر دے ہے

## ڈاکٹر محمد اقبال کا

## عَقِيدَةُ تَوْحِيدٍ

ڈاکٹر ایم۔ ایچ۔ خان عترشی

دینے کا پہلا بیانی عقیدہ، ترجید ہے، اس سے متعلق قرآن پاک سے جو تعلیم اور روشنی ملتی ہے وہ اس قدر فطری، عقلی، کامل اور جامع ہے کہ دوسرے ادیان اس کی نظر پیش کرنے سے قادر ہیں۔ انسان کی دینی و دینوی کامیابی اور نجات کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ وہ خدا کی ذات و صفات پر صحیح مسنوں میں ایمان رکھتا ہو۔ لیکن آج اقوام عالم اسی بیانی عقیدے سے بہت دور جا پڑتی ہیں اور وہ خدا کا اتنا ادنیٰ درجہ کا تصور کھٹتی ہیں کہ اس کا خلاف عقل و فطرت ہبنا ہر یہیم الفطرت انسان پر دن سے تنگر سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ نوع انسان کے ایک بلند و بالاتر ہیکی کا اقرار و اعتراض ایسیش اس لئے اس لئے موجود رہا کہ اس کا احساس وجدانی طور پر فطرت انسانی میں داخل ہے مگر مختلف ایسا بہ اشتراکات، فطرت انسانی پر قسم کے پڑے ڈالتے اور اسے کچھ سے کچھ بناتے رہے اور یہ نظری تصور دنیا کے اقوام و مذاہب میں عجیب عجیب باسوں میں کم ہو کر خود ساختہ دنیا کی مسجدوں کی شکل میں تبدیل ہو گئی۔

قرآن کریم نے اس سلسلہ میں جواہر میں پہنچاں اقسام اقوام نواع انسانی کو دیا وہ لَ إِلَّا إِلَّا اللَّهُ  
ہے اس کے دو حصے ہیں ایک سلسلی یعنی اس امر کا یقین کہ دنیا میں کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جسے کہا  
ماں ک، حکماء اور مردوں کی تسلیم کیا جائے، جس کی غلامی اختیار کی جائے اور جسے حاجات کا قبلہ  
مختصر بنایا جائے۔ یہ نعمت کا پہلو ہے یعنی ہبھٹے ذہن میں جو کچھ ہو اس کو مٹا دینا اور بھلا دینا چاہیے  
جب ذہن اس طرح صاف ہو جائے تو پھر اس میں اللہ کا تصور بھاپھا یا جائے اور اعمال کی ایک  
نئی اعالت کھڑکی کی جائے۔ یہ ایجادی پہلو ہے کہ تمام قوتوں کے انکار کے بعد صرف مسحود حقیقتی کی  
غلامی اختیار کی جائے۔ تمام زنبی، فرضی، دبیمی اور خیالی محسوسوں اور قوتوں کو راستے سے ہٹا کر  
خدا اور بندے سے براہ راست تعلق پیدا کر دیا جائے۔ اقبال

ملت بیضاں وجہ لاءالله ساز مارا پرده گردان لاءالله  
لاءالله سرمایہ اسرار ما پرده بند از شد انکار ما  
جب ایک انسان عقل کے تراشے ہوئے خداون کی تحریب پر آمادہ ہو گیا تو اس نے  
لاؤ پر عمل اور توحید پر قدم اٹھایا مگر اب وہ خطرناک مقام آگیا کہ جہاں ممکن ہے محرومات کا  
خواہ انسان جہالت کو پچھے فریب کو حقیقت اور باطل کو حق سمجھیجئے اور اپنی نظرت صالح کو بدل  
ڈالے اور حقیقت مجردہ کو خارجی پر دوں اور بابا سوں میں کم کرے۔ آج دنیا کے نذاہب اسی چکر میں  
سر گردان میں، اس شکل مقام پر اگر الاذہ بن انسانی کو زصرف نہ رہی سے، پھاتا ہے بلکہ محرومات  
کے پر دوں کو چاک کر کے حقانی حسن و فشق تک پہنچاتا ہے۔ اگر اس تحریب و تعمیر میں لاءالله  
سے بیگانہ ہو جائے تو اس کی شاہی بینا ایسی ہو گی جیسے اہنام دنیوی سے خدا تعالیٰ نسب پہنچنے کر کسی  
خدس مآب انسان کو دیدیا جائے یا کسی فرعون کے ہاتھ سے عنان انتدار لیکر اس کو درست ناقلوں  
کے پس رکھ دیا جائے۔ گریا ایک باطل کو شاگر اس کی جگہ دوسرا باطل قائم کر دیا جائے۔ افسوس کہ  
روح امت مسلمی سیاست اور نسبیات کے اسی چکر میں چھپی ہوئی ہے۔ علامہ اقبال اسی حقیقت  
کو دوں دا ضعف فرماتے ہیں

ہمارے زندگی میں ابتداء لاؤ انتہا اللہ  
وہ ملت، فتح جگ کی لاؤ سے آگے بڑھیں سکتے  
پیام مرٹ ہے جب لاہور ایسا سے بیگانہ  
یقین جانو ہوا بہرہ زراں اس امت کا پیارا





۲۵ نومبر ۱۹۷۶ء  
امدادی مکان اسلامی کا تاریخی پیدائش  
امدادی مکان کی تسلیمیت ۱۹۷۶ء  
امدادی مکان کو جعلیت دینیتی بھی کیا توہین  
پر صدایہ رکھتے۔ اسلامی انفراسٹرکچر ملک  
جن جو منفعت سنبھال لے گیا وہ، اسلامی ترقیاتی تدبیج  
امدادی مکان شرکاء تھیں کیونکہ اور وہ تقدیر ملے۔  
امدادی مکان کی تسلیمیت پر تحریر و ملکی طبقے کا  
امدادی ملک کی سیکھی کی اگر طبقے جیت کی خلاف اسلامی ملک  
ملکی ملک ایام کو رکھتے۔ اسی ملکی طبقے کی خلاف  
کی اسلامی انفراسٹرکچر کی تقدیر کی جاتی تھی اسی ملکی طبقے  
اور شرکاء کی خلاف ملکی طبقے کی ملکی طبقے کی خلاف  
خرید کے حصے کے نئے ہر چیز کا ہدایت فہدیں کی سرگل  
جلستے۔ اسلامی انفراسٹرکچر ملکی طبقے کی  
کی اسلامی ملک کی خلاف برسر کی قوانین کو جو جو تدبیج کے نئے سماں  
ملک کی کوئی حدود ہٹھ لیتے تو ملکی طبقے اسی اقصی  
مقام پر انگریز کی کنٹی سے قدر ملت اور بیخ رکھتے۔  
مہدیا ہے، اسلامی سیکھی و قومیت کی جو تھاں اسی  
پر مشکل ہے اسلامی پیغمبر احمد بن عبد الله بن عباس کے انتداب  
حلا شیخ کی کامیں سید احمد جی، ای شرکاء و ملکی طبقے کی  
لیکن کیا ہے حقیقت ہے کہ اسلامی ملکی طبقے اور  
بکھری ملکی طبقے دینی کے حصے کی وجہ سے ملکی طبقے کی  
اسلامی تحریر کا بڑی تعداد سے اسی صورت دریں اسلامی  
انفار کی سرگل کی کئے حقیقت حد تھوڑا آنکھیں بولنے  
اوہ دہ نام پڑا وجد ہے وہ جو عمر نہادی تراجمیں کیا ہے مسون  
تھرور کرتی ہے، اسی کی وجہ سماں بیجا کا ہے اسکا وجہ سماں  
وہ ملکی طبقے

پند رہویں صدی ھا آغاز نہ  
اس سلسلہ کے عکس در جنوب کا آغاز ہے

کا ایک چیز نہیں بجا، خود آدم جی دیفرہ  
 جن کے کروڑوں اربوں کے کار و بار تھے،  
 ڈھاکر میں چار سالاں میں، اس کا ملک میں جس کے  
 ہر ہر گاؤں میں عیسائی مش من لاوں کو  
 در غلانے میں لگے ہوتے، سو یہ لوگ کیا نہیں  
 کر سکتے تھے۔ اور اب بھی کیا نہیں کر سکتے  
 ہیں۔ ڈھاکر میں ہمارے دفتر میں ایک طازم  
 تھا اس نے بتایا کہ مش من والے مجھ سے اچھی



## ڈاکخانہ طبیب کا بھائی سلمون نور شی ملکر

ان ہی کی دولت آج کھڑواں مخاد کے فروغ  
میں استعمال کی بارہی میں، زنگوں کا دائرہ  
اسلام میں آجانا بے اسان اسرخا۔ اسی  
طرح مصر میں شاہی خاندان کے فرداں  
دولت میں شہرہ آفاق تھے تو ان کی دولت  
قبطیوں کو دولت اسلام سے مالا مال نہیں  
کر سکتے تھے، خواجہ حسن نظامی صاحب نے  
لما تھا ان کا ایک مرید کر وہ دون سالاں کی  
رکوہ ادا کرتا ہے، اسکے بعد کہ ان کی دولت  
نا لئے بنس ہر سی برسی۔

ہمارے شہر میں ایک رئیس تھے ،  
مدتوں کی دولت ان کے پاس بھتی، مشہور  
خاکر گاہے گاہے اشہر فناں دھوپ میں

لکھائی جاتی ہیں، مگر جب رجواڑے کئے  
یا سیس کیکس، زمینداریاں گیس اسیں بھی  
را معلوم کیا رہا کیا نہ رہا، اور آجھلی ہی

مر لدھ بیسوں کا تہرہ ملانا ہے، یورپ اور  
ریکے سے اس کی براہ راست تجارت ہے،  
نیز مسلم بی جن سے ان کے تعلقات ہیں  
جانش تعلقات سے ایک حاضر دولت

، بات کہاں سے کہاں جا سکتی ہے اور  
اہ سن کرو تو یہ بھی سب وہاں جا ریا ہے  
ل ان سے سلوں کا گما ، مد ن شر لف

بدرالکریم دارا تھے۔ تکتے تھے اس نے لکھتے  
ہیں کروڑ روپیہ کمایا تھا مگر چھڑایا جوا

بخاریں بھی گئیں بلکہ بعض جگہ تو بالکل ہی تباہ  
و بر باد ہو گئیں۔ جان ہی کے نہیں، مال  
کے لائے ٹار گئے، رہنماؤں مسلمان کروڑ پتوں  
کا شہر تھا اب آج بوج کوڑی کوڑی کو مقابح ہیں  
(لبقہ صورتیں)

بخطِ بکا خاصہ صد صد اسلامی سنتِ چحوی کی مدد و نیت  
صدیقی کا آغاز ہے سخن دل دیتے تو امیر کے سدان، سنت دار  
تقریب کو منشی کی طبع کر رہے ہیں۔ ممالی بھروسہ رحمتِ مولیٰ  
کو نہیں، سو برسیں پہلے ہو جائیں گے سعین کا بنا ہے کوہ امام  
کا بہ سے بڑا ہمارا نام ہے جسے کہ اس نے منت (رسا) ہے ایک  
دوسرا سے کے واسطے اپنے افون کو زور فریض کی بکھار نہیں  
بھائی ٹھانہ یا اسلامی عقیدہ اور نظریہ کے مطابق نامِ سان  
خواہ درہ کوئی نہیں۔ ولیکے بیوں ان کی رسانی کو پھر بودھ کا لے  
ہو، یا اگر سے سب اسلامی ہو اور مسکن نے قابوی تجدید ہیں  
جذبِ عالمی مردمت کے بعد سے، اس نظریہ نے دنیا کو جو پھر دیا  
اور عالم اُن نیت کو جس طرح مصدقی کیا وہ تاریخِ کام حصہ ہے  
اسلام کی دنیا پر بیٹھنے والے اور دار ہئے مکار جو جل سدان  
ز مرغ نہ زد ہیں بلکہ ان کی اسی کردہ کی بادیتے اور دنیا  
کی یہ چال میں کہاں بھی بظاہر ادا نہ کر دے یہ اتنی ازدواج سدان  
ایک خدا۔ ایک رسول، ایک کتاب اور ایک مکعب کے ملنے  
والے ہیں اور وصالِ رشتہ ہے، ایم و ار سند ایک ملت ہیں  
اسلام ہی نے مانے و زدن کو تلقین کرتا ہے  
کوئی نسب بذریعہ اور سدان آپس میں بھائی ہیں۔  
اسلام کی یہ تعلیمِ عالمِ زاد ادا نہ کر دے جو عین و نقصان  
کے نقطہ نظر سے میں وہی ہیں بلکہ اسلامی بڑا دریا کو باعث  
بلند کا اور رو جانیِ هنر کی تقریب ہے اسلامی اور  
بڑا دریا نے مختلف نسلوں، وہ تین بیوں کے ان بڑن کو باہم  
شیر و شکر کر دیا اور رو جانی بلند کی اسلامی بڑا دریا کو باعث  
بہ پورستہ رکھنے میں بڑی مدد و معاون ہوئی اور عیشیت ایک  
سلطان کے سب کے حقوق پر ملکے گئے خواہ دہ ناز کا  
مرستہ ہو یا در سے لا۔ حق کو جانتا ہو بڑا دریا کی ادائیگی۔  
تعلیمات کی کوئی قسم ہو سدان بآیم رو جانی اور مدد جی طب پر  
بآیم جانی اور بڑا دریں ہیں۔

اسلام لا ایک اہم ہمارا نام ہے کہ اس نے  
حادیت کو یک نیڑا نہ نہیں کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ وہ  
دوہیت اور آخرت کو بھی فراموش نہیں کرتا۔ اسلام پہنے  
پیروزی کو تعلیم دیتا ہے کہ اگر فردت یڑے تو اسلام کے  
لئے پی جان ترمان کر دو اور آخرت پر نظر بخود۔ زندہ رہنے  
کے لئے ہمارا کام ہے کہ دنیا میں جب کوئی کام متروک کر دے تو یہ صریح  
کر کر دکھنیں، وہ کی تحلیل کرنا ہے اور ایسی زندہ رہنے پاے  
مگر جب مدھب لا سوال آ جائے تو اس طرح حدادت کو  
اور بیوی خدا کو دکھنے کا دلایا جائی، اس دنیا سے رخصت ہو جانا  
ہے۔ اس طرح سدان بڑی کی ذہنی تربیت پیسے طریقے  
سے کی جائے کہ دنیا ایک اردوی گئی ہیں، مددی ہماری  
کے ۲۰ سرساز درستیں بھیت ہیں اس اسکھ دیے کی تعلیم

سر بلند ہے اور اعلیٰ سے کھوتے کی، اسلام نے بھی  
 حاجت نہیں دی۔ اسلام جیات اور دنیل کے سخت  
خلاف ہے اور یہ فہری کامیاب کی منزل بلکہ پیشے میں ب  
سے بڑا مدھدھاٹ ہے بلکہ اسلام کے لئے حصر لے جنم ایک  
رضھ ہے، اسی سلطان میں کہا گیا ہے کہ جو لوگ مدھب سے  
فرر کرتے ہوں اور بندوق کے بندوں کو خدا کے نام سے بر میتے سے  
وہ کئے ہوں وہ ملٹی کار میں اور دگم کر دئے رہا ہے میں جو لوگ  
مقید ہے، مختار کئے ہیں، نہیں خدا کبھی سعادت نہیں  
کرے گا جب ایسے بندوں سے کجا جانا ہے، حدا کے خلاہ  
وہ ملٹا کر دتوڑا پاپ دیتے ہیں کہ ہمارے سنتے دہنیا وہ ہر ہر  
چیز پر ہمارے نام پر دہنیا پڑتے اسے ہی اگرچہ حدیث  
ہے کہ اس کے دیپے دار عالم اور گلوب تھے، وہ علمی کی سطحی  
سے، پھر مدد کے اکٹا بیٹھنے دکھنے تھا۔

قرآن کریم نے بیکری سے کے کرنے ایسے  
لیکن نہیں کیا، اسے سدا بیکاری کر دیتے ہیں اور  
ایسے بیکاری کی دارکاری کیا کہ جب بیکار کی عواری اور اس کی  
سیں سدان لا ملوب رہا مرنے سے کیا کیا تھا اس کی حدیث  
ہے اور یہ حکم پر ہے اور جو اسے دے دیا گی بیکار  
جس پر سدان است بیکاری کی دیکھ دیتے ہیں اسیں  
ہے، جو دنیا کی دیکھ دیتے ہیں اسکے دیکھ دیتے ہیں

رہ علیحدہ مفصل  
وراہل تعلق  
یہ شہزادہ  
وَكَاهُمُ الشَّاعُ اللَّهُ  
کریں گے۔  
کاپیوں کی مطلوبہ تعداد  
مشیح

تجارتیں بھی گئیں بلکہ بعض جگہ تو بالکل ہی تباہ  
و بر باد ہو گئیں۔ جانہی کے نہیں، مال  
کے لائے رکھے، رنگوںی مسلمان کروڑ پتیوں  
کا شہر تھا امّج لوگ کوڑی کوڑی کو محتاج ہیں  
(البقیہ صورہ ۱۵)

کر درپتی یہ مسلمانوں کے تجارتی مرکز تھے بلکہ  
اس کے آگے بینگ کاک اور سیکاؤں بھی،  
سنگاپور اور ملاڈیا بھی، جاوایس کی ہندستانی  
کروڑپتی تھی، ان دولت مندوں نے اس  
جانب توجہ نہیں کی، بالآخر دولتیں بھی گئیں

مالبار کے علاقہ پہاآن (کالائی گٹ) ہیں دیکھا  
تفصیل سے پہلے کوئی ۰۔۰۶ هزار کی گردیں آزاد  
کر اچھے تھے، اور یہ غریب اور مسترد طور پر  
کی انجمن تھی، ورنہ کلکتہ، بمبئی، ال آباد،  
لکھنؤ، رنگوں مر جگ لکھے تے مسلمان تھے بلکہ

# ہماری دولت کمراہی پھلا رہی ۶۰

مُولانا نجم الدلک جامعی مدینی

\*

ہندوستان میں ایک دالی ریاست تھے  
نیا میں اس وقت سب سے زیادہ دولت نہ  
ہلاتے تھے، اب سے ۰.۵ برس پہلے سات  
رب ان کے مدفن خزانے کا اندازہ تھا  
اج کی قیمت بیس گنی سے ہر گز کم ہے۔ اسی  
طرح ایک کھرب چالیس ارب روپیہ جاتا ہے  
داس میں شک نہیں کہ انہوں نے راہ خدا اور  
نافع لناس میں بھی بہت خرچ کیا مگر جو حفظ  
تھا اس کو اس سے کوئی ثابت نہیں، ہمارا  
ایمان ہے کہ ایک ایمان دار آدمی ساری رینا  
کے بے ایمان انسانوں سے زیادہ قیمتی ہے جن  
سے دنیا بصری ہوئی ہے، اس لئے ایک کھرب  
چالیس ارب روپیہ خرچ کر کے بھی اگر ایک  
اور صرف ایک آدمی دوزخ سے آزاد کرایا  
جاتا تو سودا نقحان کا نہیں نفع کاتھا اور  
اگر دو چاہتے تو لاکھوں انسانوں کی گردیں  
اس دولت کے ذریعہ جہنم سے بُری ہو سکتی  
ہیں بلکہ شاید کروڑوں۔ مگر ایسا نہیں ہوا  
مدفن خزانے مدفن ہی رہے، عذاب نازل  
ہوا اور یہ سما روپیہ حنت والوں کو جہنم  
کی راہ دکھلنے س لگا دما گما۔

ایک دیہاتی آدمی تھے بعد اکبر، وہ  
من پھانڈی تھی اور پاپخ من سزا، اس سے کتنے  
ہزار آدمی جنم سے آزاد ہو سکتے تھے، اس بات  
کی خلکر بھیں کی، یہ سارا روپیہ بھی نواب صاحب  
کے روپیہ کی عطا جنم کی دھونت دینے میں لگا دیا  
گیا، جانش ایک خالع ہوئیں اور مال ایک گیا،  
ہندوستان میں کام کو منتظر گردئے  
کیا، خواہ حسن زیارتی صاحب بھی کچھ نہ کچھ کرتے  
بیٹے، کئی بھیدا اور باب صاحب کی اگلن بھی  
نہ تھی اور ملتی رہی مگر میں نے کامیابی کو

# تہمیہ حب تا کے اشاعت خاص

- مولانا عبدالسلام قدوالی ندوی
- مولانا سید محمد احسانی
- مولانا اسحاق جلیس ندوی

کے حالات، واقعات، علمی و ادبی خدمات، خصوصیات و کالات اور کارناموں پر مشتمل ہوگا۔ اس میں ہند اور بیرون ہند کی ممتاز علمی شخصیتوں کے تعزیتی خطوط کے عکس، علمی، ادبی، بین الاقوامی تنظیموں کی تعزیتی قراردادیں، اخبارات و رسائل کے تعزیتی نوٹ، نیز مرحومین پر حضرت مولانا کے علیحدہ علیحدہ مفصل مضمون، علمی کارناموں کی تفصیلات اور اہل تعلق کے قابل قدر مضافات شامل ہیں۔ یہ شہزادہ تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ اشاء اللّٰهُ اس کو آخر دسمبر تک نذر قارئین کریں گے۔

ایکنٹ حضرات نیز بخی طور پر خواہ شمندا فراد کا پیوں کی مطلوبہ تعداد سے مطلع کر دیں اور چیگی روسم بھی روائے کر دیں۔

(مشیر)